بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مریم قریشی نے یہ ناول (گلاب رت کے حسین) صرف اور صرف نیو ایرا میگزین (New Era Magazine) کیلئے لکھا ہے۔اس ناول (گلاب رت کے حسین) کے تمام جملہ و حقوق بمعہ مصنفہ کے نام صرف اور صرف نیو ایرا میگزین (New Era Magazine) کے نام محفوظ کیے جاتے ہیں۔ لہٰذا کسی بھی ادارے، ڈائجسٹ، سوشل میڈیا، ویب سائٹ یا کوئی بھی فرد بمعہ مصنف کو اس کا کوئی بھی حصہ کسی بھی صورت میں شائع کرنے کی سخت ممانعت ہے۔ عمل درآمد نہ کرنے کی صورت میں قانونی کاروائی کی جائے گی۔

شکریہ

ادارہ: نیو ایرا میگزین

****

محبت خوش گمان ہے، محبت روح کا جذبہ ہے۔ محبت دل کی زباں ہے، محبت مہربان پری ہے۔ محبت خوش گمان پرندے کی راگنی ہے۔ محبت صرف پاکیزہ بند ھن ہے۔

" انسان کو چانچ پرکھ کر ہی دل پر خلوص کی سیاہی سے کسی کا اس کا نام لکھنا چاہیے ۔ مگر یہ جو کم بخت محبت ہے نا یہ کسی کو پرکھنے کا موقع کب دیتی ہے۔ یہ تو کسی بے لگام گھوڑے کی طرح دل کی سر زمین پر قابض ہو جاتی ہے۔ محبت کی فطرت میں اڑیل پن ازل سے ہے۔ معصوم سے معصوم انسان بغاوت پر اتر آتا ہے۔ اور محبت اپنی بات منوا کر چھوڑتی ہے چاہے انسان کا تیاپانچہ ہی کیوں نا ہو جائے مگر ہائے یہ محبت "ڈائری کے کریم رنگ کے صفحے پر سیاہ قلم سے سے لکھے گئے خوبصورت یہ الفاظ محبت کے گواہ تھے۔ اس نے الفاظ پر تشکر سے انگلیاں پھیریں۔ اسے ابراہیم کا لمس محسوس ہوا تھا۔ ابراہیم علی خان بہت خوش قسمت انسان تھا دو عورتوں کی محبت کا بلا غیرے شر کت مالک۔ قدرت نے محبت کے ستارے اس کے لیے روشن ہی رکھے تھے۔

ہمانے یہ الفاظ بہت خوشی سے پڑھے تھے۔وہ یہ جانتی تھی کہ وہ لفظ جو آدھی رات کو نیند سے جاگ کر لکھے جاتے ہیں۔انہیں تبدیل کرنے کی ضرورت کبھی نہیں پڑتی، کیونکہ وہ سچ ہوتے ہیں۔

مگر ہائے خوش گمان ہما!وہ لفظ سچ تھے مگر وہ شندانہ کے لیے لکھے گئے تھے۔کیونکہ ابرا ہیم کو باغی شندانہ کی محبت بنا رہی تھی۔ہما بالکل بھی "Docile "نہیں تھی۔اسے صرف محبت کرنی آتی تھی۔لفظوں کی پہیلیاں سلجھانا اس کے بس سے باہر تھا۔ سارے عالم میں ایک معنی خیز خاموشی چھائی تھی۔وہ خاموشی جو رگ جان پر بھاری ہوتی ہے۔کسی انہونی کی طرف اشارہ کرتی ہوئی کچھ عیاں کرتی۔یہ خاموشی بالکل بے ضرر نہیں تھی۔

"تمہاری یہ پہلیاں میری سمجھ سے باہر ہیں" محبت نے وقت سے چیخ کر کہا۔

"تم ناشکری ہو" وقت صرف یہی کہہ سکا تھا۔

لاہور میں آئیں تو سمین آپا کے وہی روز و شب تھے۔ہاں اب ان میں زرا سی بے چینی گھل گئی تھی۔انسان کی زندگی میں تاعمر کوئی نا کوئی الجھن رہتی ہی ہے الجھن کو سلجھا نے کے لیے وہ کوئی نا کوئی سرا ڈھونڈھتا ہی رہتا ہے اور اپنے آپکو مصروف رکھتا ہے

۔

سمین آپا کا سکون اس دن سے گروی رکھا ہوا تھا جب سے ابراہیم نے وہ دل شکن جملہ بولا تھا۔

"ضروری نہیں کہ جو گھر میں ہو وہ دل میں بھی ہو"۔جو گھر میں ہوتا ہے اسے دل میں رکھنا پڑتا ہے۔لیکن یہ دل ہے نا یہ کسی بھی بات کی ضد پکڑ لیتا ہے۔ابراہیم واقعی اس مقام پر آگیا تھا جہاں اسے اپنے جذبات کو زبان دینی ہی پڑی تھی۔ابراہیم سکون میں نہیں تھا تو وہ کیسے رہ سکتی تھیں۔ابراہیم سے ان کا صرف خون کا ہی نہیں دل کا رشتہ بھی تھا۔خاندان میں واحد سمین آپا تھیں جن سے وہ دل کی باتیں کرتا تھا۔اب کچھ

عرصے سے اس نے وہ بھی چھوڑ رکھی تھیں۔ ہما کو مطمئن دیکھ کر ان سب کا دل شاد تھا۔ وہ یہ بھول ہی گئی تھیں کہ ابراہیم کے چہرے کی سرخی وہ پہلے جیسی نہیں رہی تھی۔ بس ہر ایک کو یہ بات مل گئی تھی کہ ہما دن بدن نکھر رہی تھی۔ وہ جانتی تھیں کہ ہما کے ساتھ ابراہیم ٹھیک تھا۔ وہ ہما کے ساتھ ابراہیم کو صرف ٹھیک ہی نہیں خوش بھی دیکھنا چاہتی تھیں۔

جس طرح ان سات مہینوں میں ابراہیم کھلا تھا۔ شاید پوری بات بتانے میں وہ سال لگا دیتا۔ وہ سوچ رہی تھیں کہ خاور یا طلحہ سے پتا کروائیں۔ ابراہیم بہت گہرا تھا وہ اپنے دل کی بات کم ہی کسی کو بتاتا تھا۔ انہیں نہیں لگتا تھا کہ ابراہیم نے اس بارے میں کسی سے بھی ذکر کیا ہو گا۔ اب یہ راز تھا اور اس راز کی حفاظت انہوں نے لازمی کرنی تھی۔ اب وہ اللہ تعالیٰ سے دعا ہی کر سکتی تھیں کہ ابراہیم کو دل کا سکون عطا ہو۔ دعا کے علاوہ ان کے پاس کوئی راستہ بچا ہی نہیں تھا۔

New Era Magazine

ہم انسان جب پریشان ہوتے ہیں تو ہمارے پاس ہر مسئلے کا حل دعا ہی ہوتی ہے۔ ہم دن رات خدا کے سامنے عرضیاں پیش کرتے ہیں۔ کیونکہ ہمارا اٹل یقین ہے کہ خدا سنتا ہے۔ اور یقین مانیں وہ سنتا ہے۔

نیازی منزل میں روٹین کی سرگرمیاں تھیں۔ شندانہ کے امتحانات چل رہے تھے۔ وہ سب کچھ بھلائے پڑھنے میں مصروف تھی۔ کبھی کبھار ابراہیم کے پیغامات آ جاتے۔ وہ مسکرا کر پڑھتی کوئی مختصر سا جواب بھیجتی، اور پھر ہر چیز سے توجہ ہٹا کر پڑھنے لگتی۔

وہ حقیقت سے نگاہیں چرائے صرف محبت ہی کیے جا رہی تھی۔ اسے محبت کے سوا کچھ آتا کہاں تھا جو اس کا کام تھا وہ کام وہ کر رہی تھی۔

محبت ایک کام ہے، رنگین اور شاندار۔ محبت ایک راز ہے گہرا اور خوبصورت۔ محبت ایک فن ہے دلکش اور محنت طلب۔

محبت ایک سلیقہ ہے۔ دل سے دل کا جوڑ، کمیاب اور مضبوط۔ دل لگی کیا ہے یہ صرف دل والے ہی جانتے ہیں۔

بظاہر ابراہیم اور ہما زندگی میں سیٹ ہو چکے تھے۔ خانپور سے ایک ملازمہ آگئ تھی۔ ہما کے لیے اب کام کرنا دشوار سا تھا۔ یہاں بیٹ مین بھی ہوتے تھے۔

ہما کے دل میں واہمے سر اُٹھانے لگتے تو

ہما ابراہیم کی ڈائری پڑھ لیتی تھی۔ پھر وہ پر سکون ہو جاتی تھی۔

محبت بہت بھولی ہے۔ ایک عدد بہلاوے سے بہل جاتی ہے۔ خوش گمان اتنی کہ فقط ایک مسکراہٹ پر زندگی جیسی ہمہ جہت اور رنگین۔ اور بدگمان اتنی کہ زرا سی تلخی پر موت جیسی ظالم اور سرد۔ محبت ایسی ہی ہے۔

رات کے دو بجے کا وقت تھا جب ایک وجیہہ اور خوبرو بھورے بالوں والا شخص ایک ٹیکسی سے اترا تھا۔ براؤن کانچ سی آنکھوں کے ساتھ پر سکون دکھنے والا، آنے والے کی شخصیت میں ایک خوش کن احساس تھا۔ وہ کوئی اور نہیں حماد نیازی تھا۔ یاور نیازی کا چچازاد، شندانہ اور یاور کا مشترکہ دوست۔ اسکی عادت تھی وہ منظر سے غائب ہوتا تھا تو بالکل ہو جاتا تھا۔ اور اگر منظر میں آجاتا تو اس کے علاوہ کوئی نظر ہی نہیں آتا تھا۔ اس کی سرپرائز دینے کی عادت نہیں گئی تھی۔ صبح نیازی منزل میں سب اس کی آمد کی

خبر پا کر خوش تھے۔شندانہ آخری پرچہ ہونے کی وجہ سے کچھ جلد ہی نکل گئ تھی،تو وہ بے خبر تھی۔

شندانہ کا آخری پیپر تھا وہ دے کر آئ تو سامنے شایان نیازی کی گاڑی سے ٹیک لگائے کھڑا وجود اس کے لیے انجان نہیں تھا۔بیلک ٹی شرٹ کے نیچے وائٹ پینٹ پہنے ارد گرد سے بے نیاز کھڑا وہ اس سمے کسی اپالو سے کم نہیں لگ رہا تھا،اس کے لیے زبردست سرپرائز تھا۔

"ہراااا۔۔۔آپ تو بہت ہینڈ سم ہو کر واپس آئے ہیں میں نے بھی مالدیپ جانا ہے تاکہ میں بھی کچھ حسین دکھ سکوں" اس نے بے ساختی کہا اور گاڑی کا فرنٹ دوڑ کھول کر دھم سے بیٹھ گی۔

وہ ہینڈسم کھکھلا اٹھا۔

اس کو حماد پک کرنے آیا تھا۔شندانہ کی اس سے کافی بنتی تھی۔وہ سال میں دو تین بار پاکستان کا چکر لگالیتا تھا۔اس بار وہ سال بعد آیا تھااور کافی دنوں کے لیے آیا تھا۔وہ یہاں سے جاتا تھاتوغائب ہو جاتا تھا۔وہ آتا تھاتو یہیں کا ہو کر رہ جاتا تھا۔یاور کی شادی پر وہ اس لیے نہیں آسکا تھا کہ ان دنوں اس کے پاؤں میں شدید قسم کی موچ آگئ تھی۔

"اللہ اللہ یہ میری آنکھیں کیا دیکھ رہی ہیں۔۔"شندانہ بولی تھی۔

"آہا یہ اس ناچیز کو دیکھ رہی ہیں، تم بڑی ہو گئ ہو جنگلی بلی اس ایک سال میں" حماد نے اسے بغور دیکھتے ہوئے کہا تھا۔

شندانہ نے وائلٹ اور کتابیں پچھلی سیٹ پر پھینک دی تھیں۔اور سیٹ سے سر ٹکا دیا جیسے سومنات کا مندر فتح کرنے کے بعد اسے سکون آگیا ہو۔اب اتنی محنت کرلی تھی اب ساری زندگی کے لیے یہی کافی تھی تو اب بس سکون ہی کرنا تھا۔

"کیا حال ہیں بلی؟"وہ بھی یاور کی طرح شندانہ کو بلی کہتا تھا۔

"ٹھیک ٹھاک آپ سنائیں۔۔"شندانہ کے لہجے میں خوشی تھی۔

" کچھ کھاؤ گی کیا؟"حماد نے پوچھا تھا۔

"ہاں آئسکریم"شندانہ نے جھٹ فرمائش کی تھی۔

حماد اس کے لیے گاڑی میں ہی آئسکریم لے آیا تھا۔

ابراہیم معمول کے مطابق اس وقت چکر لگانے نکلا تھا۔

شندانہ کو گاڑی میں کسی نئے شخص کے ساتھ دیکھ کر اسے حیرت ہوئی تھی۔شندانہ جس طرح پر سکون ہو کر بیٹھی تھی اس سے صاف ظاہر تھا کہ وہ اس کا کوئی کزن تھا۔ ابراہیم زندگی میں پہلی بار کسی سے جیلس ہوا تھا۔اس نے کافی ہارن دیئے لیکن آج شاید شندانہ کانوں میں روئی ٹھونسے بیٹھی تھی۔وہ ایک بار بھی متوجہ نہیں ہوئی تھی۔ وہ آنکھیں پٹپٹا کر بس باتیں بھیگار رہی تھی۔

بوریت کے دنوں میں حماد ٹھنڈی ہوا کا جھونکا بن کر آیا تھا،اس کا فیورٹ کزن وہ خوش کیوں نا ہوتی۔

"یہ آخر ہے کون؟"ابراہیم چھاؤنی کی طرف جاتے ہوئے سوچ رہا تھا،بلکہ رقبت کی وجہ سے سلگ رہا تھا۔جیسے چائے چینی کے بغیر مکمل نہیں ہوتی۔ویسے ہی محبت رقیب کے بغیر مکمل نہیں ہوتی۔

New Era Magazine

ایک دلچسپ " Love rectangle " تیار ہو چکی تھی۔اور اس کے چاروں کونیں محبت میں گھائل ہو جانے والوں نے بھرنے تھے۔محبت کے ہر زاویے میں رنگ ہی بھرے ہوتے ہیں آنکھوں کو خیرہ کر دینے والے دلکش رنگ۔

ابراہیم آج جلدی گھر آگیا تھا۔پہلے وہ آفس ٹائم ختم ہونے کے بعد بھی کافی دیر بیٹھا رہتا تھا، آج چونکہ صبح سے موڈ خراب تھا تو ایک گھنٹہ پہلے ہی گھر چلا آیا۔

ہما نے شوہر و وقت سے پہلے آتے دیکھا تو اسے تعجب ہوا، پھر وہ خوش ہو گئ تھی۔

وہ چائے لیکر آئ تھی۔وہ ابھی تک یونیفارم میں ملبوس تھا۔یہ خاکی وردی اس پر اتنی جچتی تھی کہ ہما اس دیکھتے ہوئے اکثر ماشاءاللہ کا ورد جاری رکھتی تھی۔

ابراہیم نے جان لٹانے والی بیوی کو دیکھا اور دل میں شرمندہ ہوا۔

چائے کا کپ لیتے ہوئے اس نے مسکراہٹ پیش کی تھی۔ ہما نے بتایا کہ تحریم نے آج ان دونوں کو ڈنر پر انوائٹ کیا ہے۔

ابراہیم شاید کوئی نہ کوئی بہانہ بنا کر انکار کر دیتا۔ مگر نیازی منزل کے نئے مکین کے بارے میں جاننا بہت ضروری تھا۔ اس نے ہامی بھر لی تھی۔

_"تم کیوں بھاگ رہے ہو سراب کے پیچھے" اندر سے جہیں آواز آئی تھی۔

"سراب جان لیوا حد تک حسین ہے" جواب دل کی طرف سے آیا تھا۔

"ہنہہ" ہما کی یک طرفہ محبت نے منہ چڑایا۔

New Era Magazine

"یہ کہاں لکھا ہے کہ مرد شادی کر کے محبت نہیں کر سکتا،شریعت کے آگے کوئی گنجا ئش نہیں ہے" ابراہیم نے خود کو دوٹوک جواب دیا تھا۔

عشق کے مقدمے میں عاشق خود ہی مدعی،وکیل اور جج ہوتا ہے۔

وہ مقررہ وقت سے پہلے ہما کو لیکر نیازی منزل پہنچ چکا تھا۔

"آج تو بڑے بڑے لوگ آئے ہیں" تحریم نے کہا تھا۔

"ہاں جی بس بہن کی محبت کھینچ لائی" ابراہیم بولا تھا۔

"یہ ایسے بن رہے ہیں میں انہیں کھینچ لائی ہوں" سرمئی رنگ کے جوڑے میں اپنے وجود کو چادر سے ڈھانپے ہوئے ہما گویا ہوئی۔

"ہاں میں جانتی ہوں" تحریم انہیں اندر لے آئی تھی۔

New Era Magazine

"یہ شندانہ کہاں ہے" ہمانے پوچھا تھا۔

"شندانہ ابھی فارم ہاؤس کی طرف جارہی تھی میں اسے بلاتی ہوں" تحریم بولی تھی، سلمٰی چائے لے آئی تھی۔

ہما کاسن کر گل مکئ بھی آگئ تھیں۔بڑی اماں شایان نیازی کے ساتھ کسی رشتے دار کی عیادت کو گئی ہوئ تھیں۔

"تحریم حماد نے کھانا کھایا تھا" گل مکئ بولی تھیں۔

"کھانا تو نہیں کھایا مگر شندانہ کا بنایا ہوا چیز پاستہ کھایا تھا" تحریم نے کہا تھا۔ابراہیم کے ماتھے پر شکنیں نمایاں ہوئ تھیں مگر اس نے خندہ پیشانی سے کام لیا اور چہرے پر زبردستی مسکراہٹ سجائی۔

New Era Magazine

"چلو شکر ہے ورنہ حماد کھانے کا بہت چور ہے" گل مئی نے کہا اور ہما کی طرف متوجہ ہوئی تھیں۔

اتنے میں یاور نے ڈرائنگ روم میں قدم رکھا تھا۔

ابراہیم سے مصافحہ کرنے کے بعد اس نے تحریم سے حماد کا پوچھا تھا۔

"آخر یہ حماد نامی بلا کون ہے؟" ابراہیم نے سوچا تھا۔

ضرور کوئی اہم شخص تھا جس کی نیازی منزل میں بہت مانگ تھی۔

" یار کمال کر دیا تم نے پورا سوات تم سے خوش ہے" یاور نے ابراہیم کی تعریف کی تھی۔

"یہ میرا فرض ہے اور ویسے بھی فوج اور عوام ساتھ ساتھ ہیں" ابراہیم دھیمے لہجے میں بولا تھا۔

"پہلے بھی آفیسر آئے گئے لیکن آپکی دھوم ہے خان صاحب" یاور نے توصیفی لہجے میں کہا تھا۔

"بس اللہ کا کرم ہے" ابراہیم نے جواب دیا۔وہ سخت بے آرام تھا۔بس مصنوعی مسکراہٹ کے ساتھ باتیں کر رہا تھا۔

چند منٹ بعد ہنستے کھکھلاتے حماد اور شندانہ چلے آئے تھے۔

دونوں نے اکٹھے سلام کیا تھا۔سب نے جواب دیا تھا سوائے ابراہیم کے۔شندانہ اسے ایک نظر دیکھ کر حماد کے پاس بیٹھ گئ تھی۔

ابراہیم تو گویا جلتے توے پر بیٹھ گیا تھا۔

"ابراہیم یہ حماد ہے میرا کزن" یاور نے تعارف کروایا تھا۔ حماد نے مصافحے کے لیے ہاتھ بڑھایا تو ابراہیم نے قدرے توقف سے تھام لیا۔ حماد نے گہری نظروں سے اسے دیکھا تھا، اور ابراہیم نے کینہ توز نظروں سے۔

" حماد یہ ہیں لیفٹینینٹ کرنل ابراہیم یہاں سوات میں ہوتے ہیں۔ یہ تحریم کے فسٹ کزن ہیں" یاور نے اب ابراہیم کا تعارف کروایا تھا۔ سفید کاٹن کی قمیض شلوار میں ملبوس ابراہیم حماد کو پہلی نظر میں کچھ عجیب سا لگا تھا۔

ابراہیم نے حماد کا جائزہ لیا تو اسے وہ ایک پر سکون شخصیت کا حامل شخص لگا تھا۔ گھٹنوں سے نیچے آتے بلیو شارٹس پر سفید ٹی شرٹ پہنے ہلکی مسکان کے ساتھ وہ "Calm" تھا۔

"واہ بلی! تم نے اسے بخش دیا پاستہ کھانے پر، میرے ساتھ تو تم سوتیلا سلوک کرتی ہو" یاور نے شندانہ سے کہا۔ بلیک ڈاٹس والی شلوار پر پلین اسکن کلر کی قمیض پہنے اور اس پر شفعون کا سیاہ دوپٹہ اوڑھے شندانہ دمک رہی تھی۔ خوشی اس کے انگ انگ سے پھوٹ رہی تھی۔

"بس کر دیا معاف ان کی آنے کی خوشی میں آپ تو ہر وقت کھاتے ہیں حماد تو کم ہی کھا تے ہیں" شندانہ نے کہا تھا۔

ابراہیم کا دل تو جل کر سیاہ ہو گیا تھا، اسے منظر کا

"Focal Point "

بننے کی عادت تھی مگر آج ایسا نہیں تھا۔

"شندانہ میری گوڑی سہیلی ہے۔وہ مجھے کیوں کچھ کہے گی" حماد نے بھی باقاعدہ گفتگو میں حصہ لیا،سب مسکرا دیئے تھے۔

اتنے میں ڈنر کا وقت ہو گیا تھا۔

ڈائننگ ٹیبل پر اتفاقاً شندانہ اور حماد ایک ساتھ تھے۔

ابراہیم کو پہلی بار جذبہ رقابت سے واسطہ پڑا تھا۔جان سے پیارے شخص کے پہلو میں اگر کوئی دوسرا ہو تو دل پھٹنے لگ جاتا ہے،اس بات کا احساس اسے اب ہوا تھا۔

شندانہ اور ابراہیم آمنے سامنے تھے۔ایک دفعہ سلام کے بعد شندانہ نے ابراہیم کو نظر اُٹھا کر نہیں دیکھا تھا۔مگر اسے ابراہیم کی موجودگی اچھی لگ رہی تھی۔وہ دل میں فرض کر لیتی تھی کہ ابراہیم اکیلا ہے حماد اس کے ساتھ نہیں ہے تو کچھ سکون ملنے لگتا تھا

New Era Magazine

۔یہ محبت بھی انسان سے کیا کیا کرواتی ہے۔وہ اور کر بھی کیا سکتی تھی۔اب سب کی موجودگی میں تو ابراہیم سے کسی قسم کی گفتگو ناممکن تھی۔

محبت ریاضی کے اصولوں جیسی ہے،جو ممکن نہیں ہوتا وہ فرض کر لیا جاتا ہے۔

دو دلوں کی ایکوئیشن میں ہم محبوب کو ایکس رکھ کر خود وائے بن جاتے ہیں۔اور برابری میں اپنا دل رکھ دیتے ہیں۔محبت الجبرا کے اصولوں جیسی پیچیدہ ہے اور اس کا نصاب ایک ہی شخص ہوتا ہے۔جس طرح ریاضی کے امتحان میں پاس ہونے کے لیے الجبرا کے سوال ضروری ہوتے ہیں بالکل ویسے ہی محبت میں محبوب کو جاننے کے لیے اس کی ہر عادت،ہر جنبش سے آگاہی ضروری ہوتی ہے۔

حماد،یاور اور شندانہ بچپن کے دوست تھے۔حماد ان دونوں سے بڑا تھا۔نیازی منزل میں حماد کی جگہ مضبوط تھی۔

" ارے کچھ تو لیں آپ، آپکی پلیٹ خالی ہے" تحریم نے سلاد کھاتے ہوئے حماد سے کہا تھا۔

حماد مسکرا دیا اور تھوڑے سے چاول اپنی پلیٹ میں ڈال لیے۔

"شندانہ بھی کم کھا رہی ہے، ان دونوں نے کوئی پلان بنا رکھا ہے ساتھ میں کچھ کھانے کا" یاور بولا تھا۔

حماد اور شندانہ ایک دوسرے کو دیکھ کر مسکرا دیئے۔

"ہاں مجھے بھی ساتھ شامل کیجیے گا" تحریم بولی تھی۔

"ضرور" حماد پلیٹ پر جھکے ہوئے بولا تھا، ہما بھی مسکرا دی۔

New Era Magazine

ابراہیم کی کرسی میں جیسے کانٹے اُگ آئے تھے وہ خاموشی سے پلیٹ میں بچا کھانا ختم کرنے لگا تھا۔ابراہیم نے آج تک کبھی کسی سے نفعت نہیں کی تھی۔ مگر اس وقت اسے حماد نیازی سے شدید نفرت ہو گئی تھی۔

"محبت انسان کو سب سکھا دیتی ہے" وقت نے اپنا تجزیہ پیش کیا تھا۔

زندگی میں وہ ہمیشہ " First place "پر رہا تھا،اس کے سرکل نے اسے ہمیشہ رکھا تھا۔اب شندانہ کا حماد کی طرف متوجہ ہونا اسے تکلیف دے رہا تھا۔وہ شاید اس بات کو بھول رہا تھا کہ جیسے اس کی زندگی میں شندانہ سے پہلے ہما تھی بالکل اسی طرح شندانہ کی زندگی میں اس سے پہلے حماد تھا۔حماد سے شندانہ کا صرف دوستی کا ہی نہیں خون کا بھی رشتہ تھا۔اور اب وہ سب کے سامنے ابراہیم سے کیا بات کرتی۔

وہ لوگ کھانا کھا کر ڈرائنگ روم میں چلے آئے تھے۔

حماد کھانے کے بعد اوپر چلا گیا تھا۔شندانہ نیچے بیٹھی رہی۔اسے زرا سا اندازہ ہوا تھا کہ ابراہیم غیر معمولی حد سنجیدہ تھا،اس کا خوبرو چہرہ سرخ تھا۔آنکھوں میں غصہ سا تھا لیکن کس وجہ سے یہ اسے سمجھ نہیں آئی تھی۔

"شاید تھکن کی وجہ سے موصوف اکڑ کے بیٹھے ہیں،پتاہے اپنی فیس ویلیو کا"شندانہ نے نظروں میں ہی تبادلہ خیال کیا تھا۔ فون اس کا کمرے میں تھا ورنہ ایک آدھ میسج ہی کر دیتی۔

ابراہیم بھی جیسے قسم کھا کر بیٹھا تھا کہ آج نہیں اُٹھنا یہاں سے،ہما تحریم کے ساتھ گپ شپ کرتی مطمئن تھی،سے نیازی منزل بہت پسند تھی۔دوسرا تحریم کی وجہ سے یہاں وقت اچھا گزر جاتا تھا۔

تحریم خود چائے بنالائی تھی۔ابراہیم کو اس کے ہاتھ کی چائے بہت پسند تھی۔وہ اپنے مزاج دار بھائی کا خیال رکھتی تھی۔

New Era Magazine

شندانہ چائے کا کپ لیکر اوپر چلی گئ تھی۔ گویا جلتی پر تیل ڈال دیا تھا۔

ابراہیم نے چند سیکنڈز میں ہی گرما گرم کپ پی کر اپنا منہ جلاڈالا تھا۔ دس منٹ بعد وہ لوگ یاور اور تحریم سے اجازت لیکر واپس جارہے تھے۔

ہما بہت خوش تھی، وہ راستے میں ڈنر کی باتیں کرتی آئ تھی۔ ابراہیم صرف ہوں، ہاں میں ہی جواب دے سکا تھا۔

گھر آکر ہما تو سو گئ مگر ابراہیم کے لیے یہ رات قیامت سے کم نہ تھی۔

"تمہیں میں یہاں زیادہ عرصہ رہنے نہیں دوں گا حماد! شندانہ کو کسی منظر میں میرے علاوہ کچھ اور نظر آئے یہ مجھ سے برداشت نہیں ہوتا" ابراہیم واک کرتا ہوا بڑبڑا رہا تھا۔

"دل جلا عاشق" وقت بڑبڑایا۔

New Era Magazine

"ویسے حماد کی انٹری کوئ ضروری نہیں تھی" محبت نے منہ بناتے ہوئے جواب دیا تھا۔

"ویسے یہ تحریم کا کزن مجھے سڑیل لگا ہے" حماد نے شندانہ سے کہا، وہ اور شندانہ باہر واک کر رہے تھے۔

"اچھا لیکن وہ زیادہ تر خاموش ہی رہتا ہے تو اس وجہ سے لگا ہو گا" شندانہ سرسری لہجے میں بولی تھی۔

"لیکن اس آدمی میں کچھ ایسا ہے جو مجھے پسند نہیں آیا" حماد نے بات جاری رکھی۔

شاید وہ پہلا شخص تھا جو ابراہیم کی شخصیت کے رعب میں نہیں آیا تھا۔

شندانہ نے بات بدل دی تھی۔حماد "Blunt" تھا یہ وہ جانتی تھی۔اور وہ "Keen Observer" بھی تھا شندانہ یہ بات بھول رہی تھی۔

"چلیں کل کوئی پلان بناتے ہیں ہم گھومنے چلتے ہیں"شندانہ نے بات بدل دی تھی۔

"ہاں یہ ٹھیک ہے"حماد نے غور سے شندانہ کا چہرہ دیکھا وہاں کچھ اور رقم تھا۔کچھ ایسا جو پہلے نہیں تھا۔

وہ شندانہ کو بچی سمجھتا آیا تھا مگر وہ اسے چونکا رہی تھی۔

"تم اب یہاں کا راستہ ناپنے مت لگ جانا"وقت نے محبت کو خبردار کیا تھا۔

محبت نے سر جھٹکا تھا۔جیاے وہ تو پہلے وقت کے کہنے میں تھی۔

وہ دونوں جب واک سے تھک گئے تو شدانہ اپنے روم میں آ گئ، حماد فارم ہاؤس چلا گیا

۔

شدانہ کمرے میں آئ تو فون پر لاتعداد ابراہیم کے میسج تھے۔

اس نے مسکرا کر کال ملائ تھی۔

"مل گیا وقت؟" ابراہیم نے فون ریسیو کرتے ہی کہا تھا۔

"ہاں جی! جناب آج کیسے آپ نے غریب خانے میں اتنا وقت گزار لیا" شدانہ نے خوشگوار لہجے میں کہا تھا۔

"بس دیکھنا چاہتا تھا کہ شندانہ نیازی کی توجہ کا محور کہیں بدل تو نہیں گیا" ابراہیم کا لہجہ گرم تھا۔

"کیا مطلب ؟" شندانہ نے پوچھا تھا۔

"مطلب یہ کہ آج تم نے مجھے اگنور کیا۔ سارا دن اس حماد کے ساتھ مصروف رہیں" ابراہیم نے جلن نکالی تھی۔

"اوہ ابراہیم! حماد بھائی تو میرے بچپن کے دوست ہیں" شندانہ بولی تھی۔

"تم اسے بھائی کہتی ہو، کیا تمہیں یقین ہے کہ وہ تمہیں بہن سمجھتا ہے" ابراہیم نے دانت پیستے ہوئے کہا تھا۔

"اللہ اللہ آپ جیلس ہو رہے ہیں" شندانہ مسکرائی تھی۔

"ہاں ہو رہا ہوں۔ویسے یہ کب جائے گا وآپس" ابراہیم نے منہ بنایا تھا۔

"دو تین ماہ تو کہیں نہیں گئے اس سے زیادہ بھی ہو سکتا ہے"شندانہ بولی تھی۔

"لیکن تم اب اس سے دور رہو،س کے ساتھ باہر کہیں آنے جانے کی ضرورت نہیں "ابراہیم نے حکم چلایا تھا۔

"کیوں؟"شندانہ کو غصہ آگیا تھا۔

"کیونکہ یہ میں کہہ رہا ہوں" ابراہیم نے دوٹوک لہجے میں کہا تھا۔

"حد ہو گئی ہے،مجھے آپ سے اس تنگ نظری کی امید نہیں تھی"شندانہ کو افسوس ہوا تھا۔

"جو بھی سمجھو،مجھے وہ پسند نہیں آیا بس یہی کافی ہے" ابراہیم نے کہا تھا۔

"مجھے بھی آپکا اور ہما کا ساتھ سولی پر لٹکائے رکھتا ہے، میں نے تو کبھی نہیں کہا کہ اس سے بات مت کریں۔یا میرے لیے اسے چھوڑ دیں "شندانہ نے فوراً جواب دیا تھا۔

"وہ میری بیوی ہے "ابراہیم نے کہا تھا۔

"ہاں تو حماد میرا کزن اور بچپن کا دوست ہے۔اس کو میں اس بات پر نہیں چھوڑ سکتی کہ وہ آپ کو پسند نہیں آیا"شندانہ نے کہا تھا۔

"لیکن تمہیں اسے چھوڑنا ہو گا"ابراہیم کا غصہ بدستور تھا۔

"آپ ہما کو چھوڑ دیں، میں حماد سے بات کرنا چھوڑ دوں گی"شندانہ بھی غصے میں آگئی تھی۔

"تو کیا تم بدلہ لے رہی ہو"ابراہیم نے پوچھا تھا۔

"بالکل بھی نہیں" شندانہ نے کہہ کر کال کاٹ دی۔

یہ ابراہیم کو کیا ہو گیا تھا۔وہ کیسے "Behave" کر رہا تھا۔شندانہ کا پہلی بار اس صورتحال سے واسطہ پڑا تھا۔وہ یہ نہیں جانتی تھی کہ مرد جب عورت سے محبت کرتا ہے تو وہ صرف یہ چاہتا ہے کہ عورت اس کی موجودگی میں مطمئن اور خوش ہو۔شندانہ کو حماد کے ساتھ خوش دیکھ کر ابراہیم سے برداشت نہیں ہوا تھا۔وہ شندانہ پر شک نہیں کر رہا تھا۔کچھ ایسا تھا جو حماد میں اسے کھٹک رہا تھا۔

"ایک مصیبت سے جان چھوٹ رہی ہوتی ہے تو دوسری آجاتی ہے" اس نے بڑبڑا کر سیگریٹ سلگایا تھا۔

"تمھیں سکون نہیں تھا اس حماد کو آخر لے ہی آئے ناپہاڑوں کی طرف" محبت نے وقت کو جھڑکا تھا۔

"ہاہاہاہاہا" وقت کا قہقہہ جاندار تھا۔ مختلف مناظر میں محبت اور وقت کی تکرار مختلف ہوتی تھی۔

شندانہ کو بہت غصہ آیا تھا۔ وہ کچھ دیر سوچتی رہی اور پھر سو گئ۔ اس نے سوچ لیا تھا کہ اب تب تک ابراہیم کو معاف نہیں کرے گی جب تک وہ خود چل کر اسے منانے نہ آ تا۔ ان دونوں کے بیچ محبت کا کم اور لڑائی کا رشتہ زیادہ تھا۔ دس پندرہ دن شیر و شکر رہتے اور پھر مہینہ لڑائی رہتی۔

علینہ تحریم سے دل کا حال کہہ کر پر سکون ہو گئ تھی۔ خاور کا پھر میسج نہیں آیا تھا۔ علینہ کو بے چینی سے انتظار تھا۔ تحریم کو خاور ویسے بھی پسند تھا۔ اور اب علینہ کے حوالے سے اور ہو گیا تھا۔

علینہ کو زرا ابھر بھی یقین نہیں آتا تھا کہ وہ خاور کو چاہنے لگی ہے۔ لیکن یہ سچ تھا۔ محبت اس پر مہربان تھی۔

"افففف میں نے تو بلیوں کے علاوہ کبھی کسی سے محبت نہیں کی، یہ کیا ہو گیا ہے" علینہ بڑبڑائی تھی۔

"Love' ہو گیا ہے"

وقت نے فضا میں رنگ ڈالا تھا۔

ابراہیم اور شندانہ کی لڑائی کو ایک ہفتہ گزر چکا تھا۔اس بار تو ابراہیم بھی غصے میں تھا۔ شندانہ وہ سب بھلائے حماد کے ساتھ مصروف تھی۔وہ لوگ سارادن وادی میں پیدل گھومنے نکل جاتے،کچن میں کھانا بناتے۔حماد کو پینٹنگ بھی بہت اچھی آتی تھی۔وہ دونوں فارم ہاؤس میں کینوس لگاتے اور کچھ نہ کچھ پینٹ کرتے رہتے تھے۔شندانہ کو فون کی پرواہی تھی۔وہ لوگ باہر شہر کی طرف ابھی نہیں نکلے تھے۔تحریم کو بھی حماد بہت پسند تھا۔وہ جب سے آیا تھارونق لگی ہوئی تھی۔

آج حماد ویسے ہی باہر نکلا تھا۔شندانہ کا موڈ نہیں تھا تو وہ ساتھ نہیں آئی تھی۔رات اتر رہی تھی۔جب اس نے نیازی منزل کی طرف رُخ موڑا۔اسے پتا ہی نہیں چلا تھا کہ کب اس کی جیپ سے ٹکر ہوئی۔وہ ماہر ڈرائیور تھا اس نے گاڑی موڑلی اور اپنی جان بچالی تھی۔وہ گاڑی سے اترا جیپ کا مالک بھی اتر آیا تھا۔

"اگر ڈرائیونگ نہیں کرنی آتی تو کرتے کیوں ہو" حماد نے اپنا بازو سہلاتے ہوئے کہا تھا۔

"ایک تو تمہاری جان بچائی ہے اوپر سے ڈرامہ کر رہے ہو" ابراہیم نے کہا تھا۔ وہ نقاب میں تھا۔

"you Fooilsh stag"

حماد کو غصہ آگیا تھا۔ غلطی واقعی ابراہیم کی تھی۔ اندھیرا تھا اور جسم میں کئی جگہ پر چوٹیں بھی آئی تھیں۔ صورتحال میں حماد ابراہیم کو پہچان نہیں سکا تھا۔

ابراہیم نے اس کے سر پر زور سے مکہ رسید کیا اور جیپ بھگا کر لے گیا تھا۔

حماد گھومتے ہوئے سر سے کس طرح گاڑی میں آیا تھا یہ وہ ہی جانتا تھا۔ حماد باڈی بلڈر تھا۔ مگر اس وقت وہ اس حملے کے لیے تیار نہیں تھا۔ اس نے یاور کو بمشکل کال ملائی تھی-----------------

"آخر کس کی ہمت ہوئی ہے ایسی بد تمیزی کی" یاور غصے سے تلملا رہا تھا۔ یہاں تمام لوگوں سے ان کے تعلقات مثالی تھے۔

"مجھے لگتا ہے کوئی سر پھرا ٹورسٹ ہو گا" شایان نیازی بولے تھے۔

"ہاں یہ بھی ہو سکتا ہے" یاور نے اثبات میں سر ہلایا تھا۔

حماد کو میڈیسن دے کر زبردستی سلایا تھا۔

ابراہیم کا حماد سے الجھنے کا کوئی ارادہ نہیں تھا۔ وہ رات میں سویلین جیپ میں باہر نکلا تو حماد کی گاڑی اسے نیازی منزل جاتے ہوئے مل گئی۔ حماد جلدی میں تھا۔ ابراہیم کے ذہن میں شندانہ کی باتیں گونج رہی تھیں۔ اس نے حماد کی گاڑی کو لاشعوری طور پر

ٹکر مار دی۔جب حماد گاڑی سے باہر نکل کر غصے سے پھنکارا تو اتنی دیر میں ابراہیم بھی غصے میں آچکا تھا۔اس نے حماد کے سر پر پوری قوت سے گھونسا دے مارا اور جیپ بھگا کر لے گیا۔

اب اسکا موڈ بحال ہو چکا تھا۔اس نے شندانہ کا نمبر ٹرائی کیا وہ حسب معمول بند تھا۔ ابراہیم نے مسکرا کر میسج چھوڑا تھا۔

حماد کی آنکھیں کھلیں تو اسے سر میں درد اُٹھا۔اسے بے اختیار رات والا واقعہ یاد آیا تھا۔بہر حال وہ یہ سمجھ چکا تھا کہ مارنے والے نے ذاتی رقابت میں مارا تھا۔وہ ایسے کسی انجان شخص کا لمس نہیں تھا۔

ااس نے سوچ کے گھوڑے ڈورائے اسے کوئی یاد نہیں آیا تھا جس سے اس کی لڑائی ہو۔

"گڈ مارننگ۔۔۔"شندانہ ہاتھ میں ناشتے کی ٹرے لیے کمرے میں داخل ہوئی تھی۔

حماد نے اسے غور سے دیکھا تھا۔اور پتا نہیں اسکے چہرے پر اس وقت کچھ خاص تھا۔ جامنی اور گلابی شیڈ کا جوڑا پہنے وہ مسکرا رہی تھی۔حماد دیکھتا ہی رہ گیا۔

"طبیعت کیسی ہے؟"اس نے پوچھا تھا۔

"اب ٹھیک ہے"وہ بولا تھا۔وہ ہمیشہ سے اس کے لیے خاص تھی آج خاص ترین لگ رہی تھی۔

"اچھا اب یہ ناشتہ میرے سامنے ختم کرنا ہے"شندانہ نے کہا تھا۔

"اوکے"حماد مسکرا کر ناشتہ کرنے لگا تھا۔گاہے بگاہے وہ شندانہ پر نظر ڈال لیتا تھا۔ اسے اس بار شندانہ کچھ بدلی بدلی سی لگی تھی۔کبھی وہ خوش ہوتی تو کبھی اداس۔اس

کے "Mood Swings" ویسے ہی تھے۔ مگر کچھ ایسا تھا جو غور سے دیکھنے پر اگلے کو چونکا دیتا تھا۔ نیازی منزل میں کسی کا دھیان اس جانب نہیں گیا تھا مگر وہ حماد تھا۔ بال کی کھال اکھاڑنے میں ماہر۔ حماد کا داخلہ یاور نے ایک ہفتے تک باہر بند رکھا تھا۔ تو کیا نیازی منزل اور فارم ہاؤس کم تھا پھر نیچے وادی بھی تھی۔ یاور حماد کو جانتا تھا کہ وہ ضرور اس رات والے شخص کو ڈھونڈنے کی کوشش کرے گا۔ لیکن ایک یہ بات بھی کہ حماد چند دن بعد پچھلی باتیں بھول کر کسی اور کام میں مشغول ہو جاتا تھا۔ اس لیے یاور اسے باہر نہیں نکلنے دے رہا تھا۔

دن پر لگا کر اُڑ رہے تھے۔ ابراہیم کو آج فراغت ملی تھی۔ اس نے ملتان فون کیا تھا۔ رسمی بات چیت کے بعد اس نے ساعقہ بیگم سے علینہ کے رشتے کے سلسلے میں بات کی تھی۔ اس نے خاور کی خوب سفارش کی تھی۔ اب یہ تو نصیب کی بات تھی اگر خاور اور علینہ کا جوڑ آسمان پر لکھا تھا تو زمین پر انہیں لازمی ملنا تھا۔

محبت کا ستارہ بام عروج پر تھا۔شہر محبت کے باسیوں کے دل کی رفتار تیز سے تیز تر تھی
۔

"کہانی عروج پر ہے" وقت نے لوح محفوظ پر لکھا ہوا سبق دوہرایا تھا۔

خانپور میں گرمی شروع ہو چکی تھی۔مئی بس ختم ہوا ہی چاہتا تھا۔رواحہ بیچارہ اتنے دنوں سے زمینوں پر مصروف تھا۔وہ ابھی فریش ہو کر بیٹھا تھا کہ ابراہیم کی کال آ گئی۔

"زہے نصیب! آج کیسے یاد کر لیا؟" وہ بولا تھا۔

"بس کر لیا۔تم سناؤ کیا حال چال ہیں" ابراہیم نے پوچھا تھا۔

New Era Magazine

"میں ٹھیک ہوں۔ آپ سنائیں "رواحہ نے پوچھا تھا۔

"ہاں سب ٹھیک ہے یہاں "ابراہیم نے کہا تھا۔

"بھائی ایک بات کہنی ہے "رواحہ نے جھجکتے ہوئے کہا تھا۔

"بولو!"ابراہیم نے پوچھا۔

"مجھے محبت ہو گئی ہے "رواحہ نے مسکراتے ہوئے کہا تھا۔

"اچھا پر کس سے ؟"ابراہیم نے پوچھا تھا۔

"اپنی منگیتر سے اور کس سے ہو گی "رواحہ نے خوش کن لہجے میں کہا تھا۔ابراہیم غصہ ہوا تھا۔

"دماغ ٹھیک ہے تیرا، کہیں پی کر تو نہیں بیٹھا ابھی چچا کو فون ملاتا ہوں" وہ تپتے ہوئے بولا تھا۔ چ

"توبہ خدا کا خوف کرو بھائی" رواحہ نے گڑبڑا کر کہا تھا۔

"اچھا محبت تمہیں ہوئی ہے وہ بھی اپنی منگیتر سے تو مزے کرو اب میں کیا کروں؟" ابراہیم نے کہا تھا۔

"ارے بھائی آپ ہی تو میرا کام کرواسکتے ہیں" رواحہ نے کہا تھا۔

"نا بھئی تم لوگوں نے مجھے وچولن سمجھا ہوا ہے کیا؟ ہر ایک کے مسئلے نپٹاتا پھروں۔ میرے اپنے مسئلے کیا کم ہیں" ابراہیم نے کہا تھا۔

"آپ سے یہ امید نہیں تھی" رواحہ نروٹھے پن سے بولا تھا۔

New Era Magazine

"اچھا تمہیں واقعی محبت ہو گئی ہے نگین سے" ابراہیم نے پوچھا۔

"ہاں واقعی سچی، پکی والی محبت۔ ویسی محبت جو آپکو اپنی وردی سے ہے۔ اتنی محبت کہ اب نگین کے بغیر جیا نہیں جاتا" رواحہ نے مبالغہ آرائی کی تھی۔

ابراہیم کا قہقہہ بے ساختہ تھا۔

"اچھا میں سفارش کروں گا؟" ابراہیم نے مسکرا کر کہا اور ٹاپک تبدیل کر دیا۔

ہر جگہ یہی مرض ہے، منادی کرادی جائے کہ محبت کی وبا پھوٹ پڑی ہے حسن والوں کے علاقے میں آنکھ نیچی کر کے چلا جائے۔

New Era Magazine

اسلام آباد ویسا تھا ہمیشہ سے پر سکون۔ طلحہ کی ٹریننگ ہو رہی تھی۔ اس کا معمول سخت تھا۔ یہ جسمانی اور اعصابی دونوں طرح کی تھی، اسے مزہ آرہا تھا۔ جو بھی تھوڑا بہت وقت ملتا اس میں وہ سمل سے بات لازمی کرتا تھا۔ چاہے خاور اور ابراہیم سے بات نہ ہوتی لیکن سمل سے بات کرنا لازمی تھا، وہ اس کی روٹین بن گئی تھی۔ اسے یہ ڈر تھا کہ ابراہیم اور خاور کے بغیر تو وہ آرام سے رہ لے گا۔ لیکن سمل کے بغیر اب گزارا کرنا ممکن تھا۔ وہاں سے سمل کی بھی یہی حالت تھی۔ دونوں کو احساس تھا لیکن اظہار ابھی نہیں ہوا تھا۔ میرے ہمسفر!

تجھے کیا خبر

میرا دل دیکھے

صرف تیری راہ گزر

تیرا عکس ہو

میرے خواب ہوں

ہر طرف تو ہی تو

اب آئے نظر

وہ جو جھکی جھکی

نگاہ تھی

اس میں تیرا

اقرار تھا

میری خاموشی

میرا اظہار تھی

میری دھوپ تھی

میری چھاؤں تھی

میری بہار کا

پیام تم

میرے رت جگوں

کو قرار دو

کبھی ایک لفظ

تم ادھار دو

میرے ہم سفر

تجھے کیا خبر

میرا دل دیکھے

تیری راہ گزر

طلحہ نے یہ نظم سمل کو بھیجی تھی۔ سمل جو ابھی طلحہ کو میسج کرنے والی تھی وہ مسکرا اُٹھی، اس کا دل زور سے ڈھرکا، اس کے گال گلاب ہو چکے تھے۔

"اچھی نظم ہے" اسنے لکھ بھیجا تھا۔

"صرف اچھی؟" رپلائے آیا تھا۔

"نہیں بہت اچھی" سمل نے کہا تھا۔

"سمل تم محبت پر یقین رکھتی ہو؟" طلحہ نے آج پوچھ ہی لیا تھا۔

New Era Magazine

"ہاں" اس نے جواب دیا تھا۔

"تو میری محبت پر بھی یقین کر لو، ایک فوجی میں اور کچھ ہو نا ہو وفاداری لازمی ہوتی ہے، میں آخری دم تک تم سے وفا نبھاؤں گا" طلحہ نے لکھا تھا۔

اور وفا نے سمل کا احاطہ کر لیا تھا۔ یہ الفاظ نہیں موتی تھے۔ پہلے دل دھڑکا پھر آنکھیں چمکیں اور پھر یہ لفظ خون میں گردش کرنے لگے تھے۔

"سمل کو بھی طلحہ سے محبت ہے" شہر محبت میں منادی کرادی گئی تھی۔ خوش کن وبا پھوٹ پڑی تھی۔

ملتان میں رات ویسے تھی جیسی عام طور پر گرمیوں میں ہوتی تھی گرم، طویل ساکن۔ علینہ ٹیرس پر لگا پنکھا چلا کر جوس لیے بیٹھی تھی۔ گولڈی سو گئی تھی۔ جب کہ فئیونا اس کے قدموں میں بیٹھی تھی۔ اسے آج خاور کے پرپوزل کے بارے میں پتا چلا تھا۔ وہ سرشار تھی۔ وہ آج کل دن رات خاور کے خیالوں میں غرق رہتی تھی۔

"گڈ ایوننگ" خاور کا میسج آیا تھا۔

وہ مسکرا اُٹھی تھی۔

اس کا جواب نا پا کر وہ اداس ہو گیا تھا۔ پھر توقف سے میسج کیا تھا۔

"کیا آپ ناراض ہیں" علینہ تو کھل اُٹھی تھی۔

"نہیں" یک لفظی میسج بھیج کر وہ جوس پینے لگی تھی۔

New Era Magazine

خاور تو جواب پا کر بے ہوش ہونے لگا تھا۔ جیسے جواب نہیں اظہار آیا تھا۔ اور محبت میں ہمیں محبوب کی ہر بات اظہار ہی تو لگتی ہے، اس کا ہنسنا بھی اس کا رونا بھی۔ اور یہ تو پھر علینہ بی بی جیسی خشک مزاج بندی نے میسج کیا تھا، خاور کو اظہار سے کم تھوڑی لگنا تھا۔

"محبت آپ سب کو خوش آمدید کہتی ہے" محبت نے پر پھیلائے تھے۔

سوات میں رات ٹھنڈی تھی۔ ابراہیم کام سے فارغ ہو کر آیا تو ہما اس کے انتظار میں تھی۔

"میں سب کو مس کر رہی ہوں۔۔" ہما بولی تھی۔

"اچھا تو چلی جاؤ کچھ دنوں کے لیے" ابراہیم نے کہا تھا۔

"آپ یہاں کیسے رہیں گے اکیلے "ہمابولی تھی۔

"میں رہ لوں گا" ابراہیم نے کہا تھا۔

"اچھاتو آپ مجھے مس نہیں کریں گے "ہمانے پوچھا تھا۔

"کروں گا۔۔" ابراہیم نے مسکرا کر دیکھا تھا۔

ہما کے چہرے پر شرمگیں مسکراہٹ پھیل گئی تھی۔

پھر ابراہیم نے لائٹ آف کردی اور کروٹ بدل کر سونے لگا۔نیند بس آنے ہی والی تھی کہ یکدم شندانہ کا خیال زہن میں آیا تھا۔اب تو آنکھیں کھل گئی تھیں۔اتنے دن کی بے پناہ مصروفیت اور شندانہ کو دو سے تین دفعہ کیے جانے والے میسجز کا کوئی

جواب ناپا کر وہ غصہ ہوا تھا۔شندانہ کی طرف سے مسلسل نظر انداز کیے جانا اسے با لکل پسند نہیں آیا تھا۔

وہ اس کی محبت میں اتنا آگے تھا اور شندانہ صرف حماد سے بات کرنا نہیں چھوڑ سکتی تھی۔اس بات نے اسکے دل کو تکلیف پہنچائی تھی۔

حماد پھر ابراہیم کو نظر نہیں آیا تھا۔شندانہ سے گلے شکوے کرتے کرتے ابراہیم سو گیا تھا۔

محبت میں محبوب سے شکوے ایسے لازم وملزوم تھے جیسے زندگی کے لیے ہوا لازمی تھی۔

New Era Magazine

نیازی منزل میں معمول کی سرگرمیاں جاری تھیں۔جون کا آغاز تھا۔شندانہ کو تقریباً ابراہیم سے روٹھے ہوئے ایک ماہ ہو گیا تھا۔کل رات سے اس کا دل بے چین تھا۔حماد فارم ہاؤس یاور کے پاس تھا۔وہ نیچے وادی میں چلی آئی تھی۔بچوں کی چہکار نے بھی اس کے دل کو سکون نہیں دیا تھا۔یکدم بادل امڈ آئے اور رم جھم شروع ہو گئی تھی۔ شندانہ کی آنکھیں بھی بس بہانہ ڈھونڈ رہی تھیں وہ برس پڑیں۔وہ درخت کی اوٹ میں کھڑی سامنے دیکھنے لگی۔سرخ دوپٹہ ہوا میں لہرانے لگا تھا۔

دیکھو مینہ برس رہا ہے
شفق کی یہ گہری لالی کہہ رہی ہے
دیکھو مینہ برس رہا ہے
یہ اداس پنچھی کھل اٹھے ہیں
کملائے ہوئے چہرے جی اٹھے ہیں
زرا پتوں کی سرسراہٹ تو سنو نا!
کہ ان کا سبز موسم قریب آرہا ہے
مالی بابا کے لبوں پر مسکان

بڑی اٹھ رہی ہے

اور یہ کہ رہی ہے

دیکھو مینہ برس رہا ہے

میرے منڈیر پر بیٹھا کبوتر

ہولے سے گنگنارہا ہے

دیکھو مینہ برس رہا ہے

سامنے گراونڈ میں کھیلتے

بچوں کی چہکار سنی تم نے

جو یہ کہہ رہی ہے

دیکھو گوری!

اداسی کا سدباب ہوا

رحمتوں کا نزول ہوا

دل کا دریچہ وا ہوا

وہ دیکھو مینہ برس رہا ہے

اب تو لوٹ آو سجن 'انتظار کی گھڑیاں ہو جائیں ختم

اور خزاں کا موسم ملن رت میں ہو جائے تبدیل
اب کے برس تم آؤ تو ٹھہر جانا
گوری کے پاس یہیں کہیں پر
دیکھو تو گوری کا کاجل بہہ رہا ہے
اور بہتے بہتے کہہ رہا ہے
دیکھو! مینہ برس رہا ہے
دیکھو! مینہ برس رہا ہے

New Era Magazine

بارش اب رک گئ تھی۔شندانہ چلتے چلتے اس جگہ پر آ گئ جہاں ابراہیم سے پہلی ملاقات ہوئ تھی۔اس نے اس آنسو پونچھے اور واپس جانے لگی تھی کہ کسی نے پیچھے سے آنچل پکڑا تھا۔اس نے پیچھے مڑ کر دیکھا وہ ابراہیم تھا۔و

"اتنا یاد کر رہی تھی تو ضد کیوں باندھی تھی۔۔"وہ اب مسکرا رہا تھا۔وہ پھر رونے لگی
۔

"چپ کر جاؤ" ابراہیم کو وحشت ہوئی۔ اسے روتی ہوئی شدانہ بہت بری لگتی تھی۔

"سوری۔۔" وہ آہستہ سے بولی تھی۔

"اب ضد کرو گی" ابراہیم نے اس کا ہاتھ تھامنا چاہا تو وہ نفی میں سر ہلا کر پیچھے ہو گئ۔ وہ بھی سنبھل گیا۔ وہ کوئی ٹھرک تھوڑی مار رہا تھا۔ وہ تو شدانہ سے محبت کر رہا تھا۔ بالکل پاکیزہ محبت۔ ویسی محبت جو سوات کے پہاڑوں پر برف باری کے بعد سورج کی خوش کن شعاوں کی صورت میں مجسم تھی۔

"آپکو کیسے پتا چلا کہ میں یہاں ہوں" شدانہ نے پوچھا تھا۔

"بس میں باہر نکلا ہوا تھا۔ نیازی منزل سے زرا آگے آیا تو دل کیا کہ یہاں آؤں ہو سکتا ہے تم مل جاؤ اور تم مل گئ۔۔" ابراہیم نے کہا تھا۔

شندانہ کا دل زور سے ڈھر کا تھا، گال گلاب ہوئے تھے۔گھنے درختوں کے بیچ وہ دونوں بیٹھے ہوئے تھے۔

"اچھا تو آپ نے اتنی سی بات کا بتنگڑ بنالیا تھا، حماد بھائی کو میں نے کبھی اس نگاہ سے نہیں دیکھا۔وہ تو چند دن کے مہمان ہیں، چلیں جائیں گے "شندانہ بولی تھی۔

"بس وہ شخص مجھے نہیں پسند "ابراہیم نے کہا تھا۔

شندانہ سر جھکا گئی تھی۔

"اچھا تو تم مجھے یاد کر کے رو رہی تھی "ابراہیم نے پوچھا تھا۔

محبت مانگ افشاں کی

محبت کھیل ستاروں کا

محبت چال دلبر کی

محبت آنکھ کا موتی

"بالکل بھی نہیں" وہ بولی تھی۔ ابراہیم کا قہقہہ بے ساختہ تھا۔

شندانہ نے ابراہیم کو ہنستے ہوئے دیکھا تھا۔ ایسا لگا جیسے سوات کی خوبصورتی ماند پڑ گئ تھی۔ قوس و قزاح کے رنگ اتنے حسین نہیں تھے جو رنگ ابراہیم کے چہرے پر تھے۔ دنیا میں ابھی ایسا کوئ رنگ ایجاد نہیں ہوا جو عشق کے رنگ سے زیادہ خوبصورت ہو۔ عشق کے رنگ ہزار ہیں۔ محبت کا رنگ دھیما ہے فرحت بخش ہے۔ عشق کے رنگ تیز ہیں، یک سے بڑھ کر ایک خوبصورت۔ آنکھوں کو خیرہ کر دینے والے، محبوب کے علاوہ ہر منظر دھندلا کر دینے والے۔ شندانہ کی آنکھوں میں وہی رنگ تھا۔ جو ابراہیم کے چہرے پر تھا۔

"بس کر دیں اب" شندانہ نے مسکراتے ہوئے کہا تھا۔

"تم مجھے مس بھی نہیں کر رہی تھیں اور رو بھی رہی تھیں" اسکی آنکھوں میں اب پانی آ گیا تھا۔

"کیا کوئی مرد بھی ہنستے ہوئے اتنا خوبصورت لگ سکتا ہے" اس نے دل میں بے ساختہ کہا تھا۔

"ماشاء اللہ پڑھو" محبت نے تاکید کی تھی۔

شندانہ بھی کھکھلا کر ہنس دی۔ قدموں کے نیچے گھاس بھی خوش ہوئی تھی۔ درخت بھی خوش تھے اور مختلف شکلیں بناتے بادل بھی۔

ابراہیم نے آنکھیں اُٹھا کر شندانہ کو دیکھا۔ سبز لان کے جوڑے پر سرخ شفعون کا دوپٹہ اوڑھے وہ ترو تازہ سی محسوس ہوئی تھی، وہ مسکرا دیا تھا۔

"شندانہ۔۔۔" کسی نے آواز دی تھی آواز کافی دور سے تھی تو پتا نہیں چلا تھا کہ آواز کا مالک کون تھا۔

"اوہو اب کون آگیا؟" ابراہیم جیسے بدمزہ ہوا تھا۔

"پتا نہیں آپ اب جلدی سے واپس جائیں "شندانہ بولی تھی۔

"اچھا اپنا خیال رکھنا، اور حماد سے سوفٹ دور رہنا" ابراہیم نے تاکید کیا اور پلٹ گیا۔ آنکھوں میں استحاق تھا۔ اور شندانہ ہار گئ۔ وہ کھو گئ تیزی سے درختوں کی جھنڈ میں گم ہوتے ابراہیم کے ساتھ اس کا دل بھی گم ہونے لگا تھا۔

"شندانہ" آواز اب نمایاں تھی وہ جلدی سے اوپر پہاڑی چڑھنے لگی، دھڑکن کی رفتار تیز سے تیز تر تھی۔

محبت ہمیں کتنا خوف زدہ کر دیتی ہے یہ شندانہ کو اب پتا چلا تھا۔

اسے چند قدم کے فاصلے پر حماد مل گیا تھا، وہ مسکرائ۔

"وہاں کوئ تھا کیا؟" حماد نے سرسری لہجے میں پوچھا تھا۔

"ہاں وہ مالی بابا تھے نیچے کوئی کام تھا وادی میں انہیں "شندانہ کو بر وقت بہانہ سو جھا تھا ۔مالی بابا آدھا گھنٹہ ہی نیچے وادی میں گئے تھے۔

"اچھا "حماد نے چاکلیٹ شندانہ کی طرف بڑھائی تھی۔

وہ لیکر کھانے لگی تھی۔

حماد نے اسے دیکھا۔اسے شندانہ کا چہرہ بہت کھلا کھلا لگا تھا۔شندانہ کے چہرے پر محبت رقص کر رہی تھی۔حماد بے خود ہوا تھا۔

"کیا ہوا؟"شندانہ نے پوچھا تھا۔

"کچھ نہیں "وہ چونکا تھا۔اس کی نظریں بار بار شندانہ کے وجود کا احاطہ کرنے لگی تھیں ۔

خوشی شندانہ کے انگ انگ سے پھوٹ رہی تھی۔

"حماد بھائی اب آپ شادی کر لیں"شندانہ بولی تھی۔

"تمہیں کہاں سے خیال آ گیا؟"حماد نے پوچھا تھا۔

"ہاں بس ویسے "شندانہ نے حماد کو غور سے دیکھا تھا۔اسے وہ کچھ پریشان لگا تھا۔

"تمہارا موڈ فریش ہے اب، صبح تو بہت ڈل تھی"حماد بولا تھا۔

"ہاں بعض لمحات 'Game Changer ' ہوتے ہیں۔انسان کا موڈ خوش گوار کر دیتے ہیں"شندانہ بولی تھی۔

محبت کھیل لمحوں کا

محبت بات صدیوں کی

محبت پہیلی جذبوں کی

محبت روح کا زیور

حماد نے غور سے شندانہ کو دیکھا تھا۔وہ مسکرا رہی تھی۔وہ لوگ اب فارم ہاؤس کی حدود میں داخل ہو گئے تھے۔

"اور حماد کو شندانہ سے محبت ہو گئی تھی" سوات کے درختوں نے گواہی دی تھی۔

صبح کا ناشتہ بنانا اب تحریم کی زمہ داری بن گیا تھا۔وہاں سے فارغ ہو کر وہ تیار ہوتی تو حماد اور شندانہ کے ساتھ دن چٹکیوں میں گزر جاتا۔پھر شام کے بعد یاور گھر آجاتا تھا۔ کبھی کبھی وہ ہما کی طرف ہو آتی۔اس لیے آسانی ہو گئی تھی کہ اس کا دل سوات میں

لگ گیا تھا۔ مگر اسے آج کل شدومد سے ملتان یاد آرہا تھا، چاہے کچھ بھی ہو میکہ کی بات ہی اور ہے۔

"آج یاور آتے ہیں تو بات کرتی ہوں۔۔" تحریم بڑبڑائی اور فون اُٹھالیا تھا۔

رواحہ کی کال آنے لگی تھی، وہ چونک گئی تھی۔ وہ اکثر واٹس ایپ پر فنی ویڈیوز یا میسجز بھیجا کرتا تھا۔ اس نے فون آن کر کے کان سے لگایا تھا۔

"السلام علیکم "رواحہ بولا تھا۔

"وعلیکم السلام "تحریم نے جواب دیا۔

"کیسی ہیں ؟"اس نے پوچھا تھا۔

"ٹھیک ہوں تم سناؤ آج کال کیسے کرلی "تحریم نے پوچھا تھا۔

" کیوں میں آپکو کال نہیں کر سکتا کیا؟" رواحہ نے اُلٹا سوال داغا تھا۔

"بالکل کر سکتے ہو میرے بھائی۔ لیکن اب تو کسی کام سے ہی کی ہے کال" تحریم نے شرارتی انداز اپنایا۔

"ہاں جی وہ ایک کام تھا" رواحہ بولنے لگا تھا۔ بس اب اس نے شادی کروا کر ہی دم لینا تھا۔

روزی اور ریاض لمبے دورے سے واپس آچکے تھے۔ ریاض نے روزی کو کراچی سمیت اور بھی کئی شہر دکھائے تھے۔ روزی جب ناک تک عاجز آگئی تو ریاض کو اس کی بات ماننی پڑی تھی، ورنہ ریاض کا دل نہیں تھا۔

" ایسا لگتا ہے سکون آ گیا ہے "روزی نے سلمٰی سے کہا تھا۔

"ہاں میں نے تجھے بہت یاد کیا، بلکہ یہاں سب نے یاد کیا" سلمٰی نے کہا تھا۔

"کیا یاور نے بھی "روزی نے ہولے سے پوچھا تھا۔

"ہاں کافی دفعہ کہا تھا کہ روزی کے ہاتھ کی چائے یاد آتی ہے " سلمی بولی تھی۔

روزی چپ ہو گئ تھی۔

پھر وہ نیازی منزل میں سب سے ملی تھی۔ تحریم سے بھی خوشدلی سے ملی تھی۔

شاید روزی نے سمجھوتہ سیکھ لیا تھا۔اور جب انسان سمجھوتہ سیکھ لے تو زندگی آسان ہو جاتی ہے۔روزی کی بھی ہو گئ تھی۔

محبت آنکھ کا دریا

محبت کھیت جدائی کا

محبت کھیل شیدائی کا

جون کا آغاز تھا، خانپور میں حسب معمول گرمی تھی۔ سفینہ لاج میں بھی وہی عام سے دن تھے۔ کبھی لو چلنے لگتی تو کبھی حبس سے سانس بند ہونے لگتی۔

یہاں فرازیہ بیگم کے بیڈ روم میں آئیں تو تنویر علی کوئی سیاسی کتاب پڑھنے میں مصروف تھے۔ ائیر کنڈیشنڈ کمرے کا ماحول بہت اچھا تھا۔ فرازیہ بیگم ہما اور ابراہیم کی شادی کی تصاویر دیکھ رہی تھیں۔

"میں سوچ رہی ہوں کہ ہم چند دنوں کے لیے چکر لگا لیں سوات" فرازیہ بولی تھیں
۔

" تجویز اچھی ہے غور کیا جا سکتا ہے" انہوں نے کتاب سے سر اُٹھا کر کہا تھا۔

"ویسے اب ابراہیم کے مزاج میں کافی فرق آیا ہے۔ دونوں بچے خوش ہیں" انہوں نے حسب معمول بیٹے کی تعریف بیان کی تھی۔

" ہاں گدھا اب کچھ انسان بن گیا ہے" وہ بولے تھے۔ وہ مسکرا دی تھیں۔ یہ باپ بیٹے کی چپقلش مدھم ضرور ہوئی تھی مگر کم نہیں ہوئی تھی۔ اور ویسے بھی دونوں اپنی فطرت کے آگے مجبور تھے اور فطرت کہاں بدلتی ہے۔

"ایسا کرتے ہیں اگلے ماہ چلتے ہیں۔ ہما کو ساتھ لے آئیں گے۔ بچوں کو کہاں پتا چلتا ہے ۔ یہاں تم ہو گی دھیان رہے گا۔ وہاں وہ سارا دن تو ڈیوٹی پر ہوتا ہے۔ اب اس کام کے لیے ملازموں پر اعتبار نہیں کیا جا سکتا ہے" وہ بولے تھے۔

"جی یہ ٹھیک رہے گا، ساری زندگی ساتھ رہنا ہے انہوں نے۔ احتیاط ضروری ہے ۔میں بات کروں گی ہما سے" وہ بولی تھیں۔

"انسان کے ارادے بہت لمبے ہیں، مگر وقت کی رفتار بہت تیز ہے، کون جانتا ہے کہ کس نے کس کا ساتھ دینا ہے" محبت بڑبڑائی تھی۔

وقت خاموش تھا۔

جون کی گرمی لاہور کو بھی ٹف ٹائم دے رہی تھی۔ درجہ حرارت دن بدن بڑھ رہا تھا ۔

سائرہ اور مظاہر آفندی خوش تھے۔وہ لوگ خاندان میں کہیں نا کہیں چلے جاتے تھے ۔یا کوئی ان کے پاس آجاتا تھا۔پوتے پوتیاں جب فری ہوتے دادادادی کے پاس بھا گنے کی کرتے تھے۔

"ہماسے روز ویڈیو کال ہو جاتی ہے، مگر اب اس کی بے تحاشا یاد آئی ہے" مظاہر بولے تھے۔

"ہاں میرا ابھی دل کر رہا ہے ملنے کا" سائرہ بولی تھیں۔

"ایسا کرتے ہیں کہ اسے بلوا لیتے ہیں" وہ بولے تھے۔

"مشکل ہے وہ نہیں آئے گی ابراہیم کو چھوڑ کر" سائرہ بولی تھیں۔

" بیٹیاں شادی کے بعد محاورتاً نہیں حقیقتاً پرائی ہو جاتی ہیں" مظاہر بولے تھے۔

New Era Magazine

"ہاں جی یہی ریت ہے" سائرہ بولی تھیں۔

"پھر یوں کرتے ہیں ہم چلتے ہیں، کچھ سیر بھی ہو جائے گی اور مل بھی لیں گے" انہوں نے مشورہ دیا تھا۔

گلابی کاٹن کے جوڑے میں سائرہ مسکرادی تھیں۔ انہوں نے اثبات میں سر ہلایا تھا۔

ملتان میں سورج آگ برسا رہا تھا۔ ہر کسی کی گرمی کی وجہ سے پوری حالت تھی۔ مگر ان سب میں ایک وجود پر سکون تھا۔ اس کے دل کی حالت بہت اچھی تھی۔ واقعی محبت پانچواں موسم ہے۔ اگر یہ موسم شاندار ہو تو باہر کا ہر موسم دلفریب ہوتا ہے۔ صرف محبت یہ وصف رکھتی ہے کہ وہ عارضی طور پر انسان کو دنیا سے بے خبر کر دیتی ہے۔ سمل کو بھی محبت نے کر دیا تھا۔

"جیسے سورج کی روشنی ہر سمت اور ہر کونے میں جا پہنچتی ہے۔بالکل اس طرح تمہاری محبت میرے دل کے کونے کونے میں پھیل چکی ہے۔اس پر بند باندھنا تقریباً ناممکن ہو چکا ہے۔" طلحہ کے اظہار کے بعد سمل نے آج اسے پیغام بھیجا تھا۔

طلحہ کا فون وائبریٹ ہوا تھا۔وہ مسکرایا اور ایک نظم بھیج کر اپنے کام میں مصروف ہو گیا تھا۔

محبت اسم اعظم ہے
جو دل کا خاص
پیر ھن ہے!
محبت روح کا ساز
محبت جام ساقی ہے
جس کی قیمت
فقط دلبر!
محبت وسیلہ ہے

آشناسرائی کا!

وصل کی

آغوش میں ڈھلتا

دل کا پانچواں موسم!

محبت روح کی جھنکار

محبت حسن کی سوغات

محبت آئینے

میں چمکتا عکس تمنا کا!

محبت لہروں

کی شوریدگی

میں چھپی دیوانگی

عاشق کی!

محبت آفتاب

کی پہلی کرن میں لپٹی

امید کی شمع!

New Era Magazine

محبت اسم اعظم ہے

جو ہے کائنات کا محور

محبت ہجر کا عالم

محبت وصل کا لمحہ

محبت اسم اعظم ہے

یہ دل کا پانچواں موسم

سمل نے پڑھا تو مسکرا دی۔

نیازی منزل میں معمول کی سرگرمیاں جاری تھیں۔ آج رات کسی عزیز کے ہاں دعوت تھی تو سب وہاں جا رہے تھے۔ شندانہ چونکہ ابراہیم سے ملاقات کے بعد سر شار تھی۔ وہ تن دہی سے تیاری کر رہی تھی۔ کاٹن کا گلابی جوڑا پہنے وہ تیار تھی۔ آ

نکھوں میں حسب معمول کاجل ڈالے وہ تیار تھی۔ آج اسے میک اپکی ضرورت ہی نہیں پڑی تھی۔وہ بے پناہ خوبصورت لگ رہی تھی۔

حماد نے بھی اتفاقاً کاٹن کا ہلکا گلابی جوڑا پہن رکھا تھا۔اس نے شندانہ کو دیکھا تو مسمرائز ہو گیا۔

محبت آنکھ کا کاجل
محبت ہونٹ کی سرخی
محبت گال کی لالی

شندانہ اسے اپنی جانب دیکھتے پا کر اس کے پاس چلی آئی تھی۔

"سیلفی لیں میچنگ کلرز ہیں" اس نے کہا تھا۔

ہاں کیوں نہیں وہ اس کے ساتھ ہو گیا اور ایک پرفیکٹ تصویر بن گئ، دونوں چہروں پر محبت تھی۔ لیکن مختلف لوگوں کے لیے۔

دونوں کو غور سے دیکھتی تحریم کے ذہن میں کچھ کلک ہوا تھا۔

"یہ حماد شندانہ سے محبت کرتا ہے" اس کے دل نے گواہی دی تھی۔ اسے الہام ہوا تھا ۔اور یہ گواہی سچ تھی۔ حماد شندانہ کے طلسم کا ہولے سے شکار ہو رہا تھا۔ کیا یہ ٹھیک تھا؟

" شہر محبت میں خوش آمدید" محبت نے کہا تھا۔
یک طرف محبت دھوپ تلے کھڑی تھی۔
"تم ہمیشہ لوگوں کو تنگ کرنے کے لیے ہی تو خوش آمدید کہتی ہو" وقت نے حسب معمول بات میں حصہ ڈالا تھا۔

New Era Magazine

ملتان میں علینہ کے گھر اس وقت رات کا کھانا کھایا جاچکا تھا۔وہ اپنے کمرے میں جا رہی تھی کہ ماما کی آواز پر رک گئ۔

"خاور لڑکا تو اچھا ہے۔پر میں علینہ کو اتنی دور بھیجنے کے حق میں نہیں ہوں۔۔"وہ عافیہ خالہ سے بولی تھیں۔

"آپ ایک دفعہ علینہ سے پوچھ لیں۔آج کل بچوں کے دل کا کوئی پتا نہیں ہوتا ہے" وہ بولی تھیں۔

"مجھے نہیں لگتا کہ علینہ خاور میں کسی قسم کی دلچسپی رکھتی ہے،میں مسز رضوی کے بیٹے کا جو پرپوزل آیا ہے اس بارے میں بات کرنا چاہ رہی تھی"ساعقہ بولی تھیں۔

باہر کھڑی علینہ کی تو جیسے جان ہی نکل گئ تھی۔وہ شکستہ قدموں سے اپنے کمرے کی جانب جارہی تھی۔

محبت خواب شیشے کا

محبت سراب صحرا کا

محبت راکھ جذبوں کی

محبت آگ لمحوں کی

تو کیا علینہ اور خاور کے راستے جدا ہونے جارہے تھے۔

محبت روح کا نغمہ

محبت ساز دلبر کا

محبت راگ آفاقی

محبت گیت شہنائی

New Era Magazine

ابراہیم کی ڈائری کے الفاظ نے ہما کو سرشار کر دیا تھا۔وہ لوگ ایک ڈنر میں انوائٹڈ تھے۔ہما الماری سے ابراہیم کا جوڑا نکال رہی تھی کہ ڈائری پر نظر پڑ گئی تھی۔وہ حسب معمول ڈائری پڑھنے بیٹھ گئی تھی۔

گاڑی کی آواز آئی تو وہ ہربڑا کر کھڑکی کی طرف آئی تھی۔اس نے ابراہیم کو مسکراہٹ سے نوازا تھا۔وہ بھی جواباً مسکرایا تھا۔

وہ لوگ ایک گھنٹے بعد تیار ہو کر جا رہے تھے۔فیملی ڈنر تھا۔

ڈنر کا انتظام لان میں کیا گیا تھا۔قطار در قطار کھلے آسمان تلے لگے قمقمے جگمگا رہے تھے۔پچیس سے تیس لوگ تھے۔عام طور پر پختون مخلوط دعوتیں نہیں کرتے۔صرف رشتہ دار انوائٹڈ تھے۔اور ابراہیم کو بھی اس لیے مدعو کیا گیا تھا ایک تو اس نے میزبان کا کوئی دیرینہ مسئلہ حل کروایا تھا۔دوسرا یا ور اس کا بہنوئی تھا۔

New Era Magazine

تحریم ہما کے ساتھ ابراہیم کو آتے دیکھ کر حیران ہوئی تھی۔یاور اسے بتانے لگا۔

ابراہیم نے جیسے ہی سب سے مل کر نگاہیں دوڑائیں اسے ایک کونے میں قہقہے لگاتی شندانہ نظر آئی تھی۔اس کا دل سرشار ہو گیا تھا۔شندانہ اس کی آمد سے بے خبر تھی۔

محبت گیت کوئل کا
محبت جھنکار پائل کی
محبت محبوب کا چہرہ
محبت ادا عاشق کی

موسم بہت اچھا تھا۔ٹھنڈی ہوا چل رہی تھی۔خواتین ایک سائیڈ پر جبکہ مرد حضرات دوسری سائیڈ پر تھے۔

ابراہیم نے سامنے دیکھا تو حماد کی توجہ شندانہ کی جانب تھی۔اس یکدم غصہ آیا تھا۔
حماد نے اب نگاہ گھما کر سوالیہ نظروں سے ابراہیم کو دیکھا جواب بھی اسے گھور رہا تھا
۔ابراہیم نے چہرہ موڑ لیا تھا۔حماد نے سر جھٹکا تھا۔

وہ اب پھر شندانہ کی طرف متوجہ تھا۔وہ سائیڈ پر بیٹھا تھا۔شندانہ دوسری طرف بالکل اس کے سامنے بیٹھی تھی۔

محبت شوق نظروں کا
محبت کھیل سودائی
محبت راہ جگنو کی
محبت خواب دیوانے کا

ابراہیم کا بس چلتا تو حماد کو کچا چبا جاتا۔

New Era Magazine

محبت میں انسان کو یہ خاص خوبی عطا ہوتی ہے کہ وہ محبوب کی جانب متوجہ ہونے والی ہر خاص اور عام نظر پہچان لیتا ہے۔ ابراہیم نے بھی حماد کی بے اختیار اٹھتی نظروں کو پہچان لیا تھا۔

ابراہیم آج تک کسی سے بھی جیلس نہیں ہوا تھا۔ مگر وہ اس حماد سے ہو رہا تھا۔ حماد نے ایک بار پھر ابراہیم کو اپنی طرف متوجہ پایا تو وہ اسے ناگواری سے گھورے بنا نہیں رہ پایا۔

حماد بہت ہی " Cool minded " تھا۔ وہ اب بھی سکون سے ابراہیم کو گھورے جا رہا تھا بغیر کسی "Faicial Expression" کے۔ اور ابراہیم کو حماد کا یہی انداز آگ لگاتا تھا۔

"What 's the hell with this guy ?"

حماد بڑبڑایا تھا۔

ہما اور تحریم ایک سائیڈ پر گپوں میں مصروف تھیں۔شندانہ کھانا لیکر جارہی تھی کہ اس نے ہما کو دیکھا۔بے اختیار اس کی نظر سامنے اُٹھی۔ابراہیم تھری پیس جوڑے میں ملبوس کسی بات پر مسکرا رہا تھا۔اس کا دل دھڑکا تھا۔

محبت دھڑکن روح کی

محبت محبوب کی مسکان

محبت بھید دلبر کا

محبت پانچواں موسم

وہ نگاہ جھکا کر گزر گئی تھی۔

حماد اب ابراہیم کی بیک پر تھا۔ابراہیم اس کی چالاکی سمجھ گیا تھا۔

کھانے کے بعد سب نے حماد سے گانے کا اصرار کیا تھا۔

"اب یہ اپنی بھونڈی آواز میں گائے گا" ابراہیم کو الجھن ہوئی تھی۔

دیکھا جو چہرہ تیرا

موسم بھی پیارا لگا

کانوں میں جھمکا تیرے

ہم کو ستارہ لگا

حماد آنکھیں بند کیے گنگنا رہا تھا۔ ہر طرف خاموشی تھی۔ سب لوگ اس کی آواز کے جادو میں گم تھے۔

ابراہیم نے شندانہ کو دیکھا وہ بھی حماد کی طرف متوجہ تھی اسکا، دل جل کر سیاہ ہو گیا تھا۔

"یہ کب بند کرے گا اپنا ڈراما" وہ دل میں بڑبڑایا تھا۔

رات بارہ بجے تقریب کا اختتام ہوا تھا۔ ابراہیم نے شکر کا سانس لیا تھا۔

شایان نیازی گل مئی کو لیکر جا چکے تھے۔ یاور اور تحریم کا آئسکریم کھانے کا پلان تھا۔ انہوں نے حماد اور شندانہ کو بھی گھسیٹ لیا تھا۔

ابراہیم ایک ہی گاڑی میں حماد اور شندانہ کو دیکھ کر بے آرام ہوا تھا۔

رقیب دشمن محبت کا

رقیب باعث جدائی کا

محبت محبوب کا محور

محبت پانچواں موسم

آئسکریم کھانے کے بعد وہ لوگ واپس آئے تو رات کے دو بج چکے تھے۔ تحریم کا موڈ فریش تھا۔ حماد اور شندانہ ڈرائنگ روم میں تھے۔ یاور بھی چینج کر کے انکے پاس چلا گیا تھا۔ جبکہ تحریم اسٹیٹس لگانے لگی۔ اسنے اپنی اور یاور کی تصاویر لگائی تھیں۔ ایک تصویر جس میں بیچ میں شندانہ اور حماد تھے اور دونوں اطراف میں وہ اور یاور تھے وہ لگا ئی تھی۔

New Era Magazine

فون اسکرولنگ کرتے ابراہیم کا ہاتھ اسٹیٹس پر لگ گیا تھا۔اس نے پانی کا گلاس ٹیبل پر رکھا تو سامنے اسکرین پر شندانہ اور حماد کی تصویر تھی۔اس نے فون صوفے پر دے مارا تھا۔ہما گہری نیند میں تھی،وہ پہلو بدل کر رہ گئی۔

"تحریم کا کزن عجیب انسان ہے مجھے مسلسل گھوری جا رہا تھا" حماد نے شندانہ کو اپنے کمرے میں پہنچ کر میسج کیا تھا۔

"کیوں؟"شندانہ نے پوچھا تھا۔

"بس پتا نہیں کیوں؟ لیکن اس شخص میں کچھ ایسا ہے جو بہت "Annoying" ہے۔"حماد نے کہا تھا۔

"اچھا چھوڑو ہمیں کیا"شندانہ نے بات بدلنا چاہی تھی۔

"اف یہ ابراہیم کیسی حرکتیں کرتا پھر رہا ہے"شندانہ بڑبڑائی تھی۔

"کیونکہ اس نے حماد کے دل کا راز پالیا ہے"وقت نے کہا تھا۔

لاہور چھاؤنی میں اس وقت اہم میٹنگ جاری تھی۔کچھ دہشت گرد ہٹ لسٹ پر تھے۔ان کے لیے حکمت عملی بنائی جارہی تھی۔دو گھنٹے پر محیط یہ میٹنگ ختم ہوئی تو خاور تھک ہار کر گھر کی طرف روانہ ہوا تھا۔اس کے بعد شام کو کو چند کولیگز کے ساتھ ڈنر کا پروگرام تھا۔

خاور کا دل اداس تھا۔علینہ کافی دنوں سے آن لائن نہیں ہوئی تھی۔ابراہیم اور طلحہ بھی مصروف تھے۔وہ تھک ہار کر فوراًسو گیا تھا۔

لندن میں آج جشن کا ساماں تھا۔نوشیرواں اور میری پچھلی تمام باتوں کو بھلا کر آج منگنی کر رہے تھے۔نوشیرواں نے کیا کیا جتن نہیں کیے تھے میری کو منانے کے لیے یہ صرف وہ ہی جانتا تھا۔میری نے بھی نوشیرواں سے خوب نخرے اُٹھوائے تھے۔

وہ آج شام کیفے میں ہی چھوٹی سی رسم کر رہے تھے۔نوشیرواں نے تو شادی کا کہا تھا۔مگر میری ہما کے بغیر شادی نہیں کر سکتی تھی۔

شام اتر آئی تھی۔سارے ستارے میری ایڈورڈ کی مانگ میں بھر آئے تھے۔سیاہ سلک کی میکسی کے ساتھ ریڈ ہیلز میں میری دمک رہی تھی۔

نوشیر واں بھی کوئی کم نہیں دکھ رہا تھا۔اس نے بلیک تھری پیس سوٹ پر سرخ ٹائی لگا رکھی تھی۔تازہ شیو کیے وہ مہک رہ تھا۔ہلکی سی مسکان اس کے لبوں پر تھی۔وہ اگر چہ بہت خوش نہیں تو اداس بھی نہیں تھا۔اس نے حقیقت قبول کرلی تھی۔اور حقیقت قبول کرنا ہی انسان کے لیے بہتر ہوتا ہے۔نوشیر واں کے چند دوست انوائٹڈ تھے۔

شام سات بجے نوشیر واں نے میری کو انگوٹھی پہنائی تھی۔فضا میں قہقہوں کی بہار تھی۔ملن کی رسم بہت دلچسپ تھی۔وفا کی آنچ پر پگھلتی ہوئی شمع نے میری کے چہرے کا احاطہ کرلیا تھا۔محبت نے میری کو عام سے خاص کر دیا تھا۔نوشیر واں کو پہلی بار میری کو دیکھنا دلچسپ لگ رہا تھا۔

محبت وصل کی صورت

محبت وفا کی دولت

محبت اسم اعظم

محبت پانچواں موسم

ڈنر کے بعد خاور اور اس کے کولیگ کینٹ جا رہے تھے کہ دہشت گردوں نے گاڑی پر حملہ کر دیا۔ وہ چار لوگ تھے۔ آئے اور گولیوں کی بوچھاڑ کر کے چلے گئے۔ ہوش کھوتے خاور کے ذہن میں آخری خیال طلحہ اور ابراہیم کا تھا۔ خون گاڑی سے نکل کر زمین پر نقش و نگار بنا رہا تھا۔ یہ علاقہ کینٹ کے قریب تھا تو خاور لوگ اسلح کے بغیر تھے۔ دشمن بہت شاطر تھا۔ اس نے موقع دیکھ کر وار کیا تھا۔

جاری ہے

New Era Magazine

نوٹ

"گلاب رت کے حسین چہرو" پڑھنے کے بعد اپنی رائے سے ضرور آگاہ کریں۔ نظرِ ثانی کرتے ہوئے اس بات کو یقینی بنایا گیا ہے کہ کسی قسم کی غلطی نہ ہو اگر پھر بھی کوئی غلطی رہ گئی ہو تو اس کی نشاندہی ضرور کریں تاکہ ہم اس کو بہتر کر سکیں۔

تعاون کا طلبگار

ادارہ (نیو ایرا میگزین)

New Era Magazine